اردو میں سائنسی ناول کی تاریخ

روبینہ کوثر

ABSTRACT:

"The present article traces the history of the scientific Urdu novel. There has always been two schools of thought related to science. One of them believes the world owes its development to science along whereas the other opines that science is no less than an inconvenience and that it is responsible for the deterioration of the mankind.

As science is related to all circles of life so it is related to Urdu literature too. The subgenre of scientific novel originates in Urdu novel with Umer Zafer's 'Neeli Chatri'. The most prominent scientific novelists include Ibn-e-safi, Mazar kaleem M.A., Mohiyyud Din Nawab and M. Khalid Akhter. Hijab imtiaz Ali Taj, Bano qudsia, Ather Baig and Waheed Ahmad are the other representatives of the scientific Urdu novel. A misconception about the Urdu novel is that it's replete with the pleasures and pain of love alone, reality how seen is totally opposite to it. Novel today, presents the philosophical delicacies and theories. Scientific topics are well represented too."

سائنس کے بارے میں دنیا میں دو مکاتبِ فکر ہمیشہ سے موجود رہے ہیں جن میں سے ایک کا خیال یہی ہے کہ دنیا میں تمام تر ترقی سائنس ہی کی بدولت ہے بند کمروں میں دنیا بھر کی معلومات فراہم کرنے والا ٹی۔ وی اور تمام دنیا میں کہیں بھی کسی کے ساتھ رابطہ منٹوں میں بحال کرنے کے لیے ٹیلی فون اور انٹرنیٹ وائرلس، ٹیلی فون، خلائی پرواز، چاند پر اور دیگر سیاروں پر انسان کی پہنچ تیز رفتار طیارے جو گھنٹوں میں سیکڑوں میلوں کی مسافت طے کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا، اعضائے رئیسہ کی پیوند کاری چیچک، جیسی بیماریوں کا علاج اور جدید تر

آلات اور مشینیں سب سائنس کی ترقی ہی کی بدولت ہیں اس مکاتب فکر کے نزدیک یقیناً سائنس کسی رحمت سے کم نہیں ہے۔لیکن دوسرے مکاتب فکر کا کہنا یہی ہے کہ سائنس کسی زحمت سے کم نہیں ہے۔انسان نے کیمیائی اور اٹیمی اسلحہ بنا کر اپنے ہی ہاتھوں سے انسانوں کو منٹوں میں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا ہے ایٹمی طاقت کے نشہ میں انسان ،انسان نہیں رہا بل کہ درندہ بن چکا ہے۔اس درندگی میں اس نے اپنے خدا کو بھی فراموش کر دیا ہے اور اس کا تعلق روحانیت سے کم اور مادیت سے زیادہ سے زیادہ گہرا ہوتا جا رہا ہے۔اپنے ہی ہاتھوں سے وہ فضا میں آلودگی پھیلا رہا ہے اس مکاتب فکر کے حامیوں کے نزدیک سائنس بے شک کسی زحمت سے کم نہیں ہے۔لیکن یہ تو کسی بھی چیز کے استعمال پر انحصار ہے کہ اس کا استعمال مثبت کیا جار ہا ہے یا منفی۔ کیوں کہ سائنس خود حقیقت نہیں بل کہ حقیقت کی تلاش کا ایک راستہ ہے۔ اور اگر کوئی اس کو اپنی منزل سمجھ لے تو یہ سمجھنے والے کی غلطی ہے سائنس کی نہیں کیوں کہ یہ ایک جستجو ہے ایک تلاش ہے کیوں کہ سائنس داں اور ادیب جستجو ہی کرتے ہیں گو ان کی جستجو کچھ مختلف ہوتی ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بیسویں صدی کے فن اور ادب میں صنعتی انقلاب سائنس اور ٹیکنالوجی کی بھی بات ہونے لگی ہے۔ انوار حسین صدیقی سائنس کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''ادبی فن کار کا ایک قرینہ یہ ہے کہ وہ سائنس کے علم جو جذب کرے اور اسے انسانی ضروریات کے عین مطابق مشکل کر دیااس میں انسانی جذبوں کا رنگ بھرے اور اسے انسانی فطرت کے خون اور گوشت سے نئی شکل دے یہ الفاظ دیگر ادب کو سائنس سمیت ساری زندگی سے اپنا تعلق رکھنا چاہیے۔(۱)

اردو ادب کے ابتدائی نقوش میں فکشن کی صورت نظر آتی ہے گو فکشن اردو زبان کا لفظ نہیں بل کہ انگریزی زبان کا لفظ ہے لیکن یہ اردو میں اس طرح رچ بس گیا ہے کہ اسی زبان کا لفظ محسوس ہوتا ہے۔اردو ادب میں فکشن کے ابتدائی اثرات داستان میں ملتے ہیں اس کے بعد مغرب کے زیر سایہ ۱۸۵۷ء کے بعد فکشن کے یہ اثرات داستان کے علاوہ ڈرامہ اور ناول میں بھی نظر آنے لگے۔ برصغیر کے لیے ڈرامہ کوئی نئی صنف نہیں تھا ڈرامہ ان دنوں سٹیج پر بھی کھیلا جاتا تھا۔اسی زمانے میں یورپ کے ادب کے زیر اثر اردو ادب میں اردو ناول کے ابتدائی نقوش ملتے ہیں ان دنوں برصغیر کی فضا ناول کے لیے انتہائی ساز گار ثابت ہوئی کیوں کہ عوام داستانی کہانیوں سے اُکتا چکے تھے۔اور داستانی دور سے نکل کر حقیقت کی دنیا کا سامنا کرنا چاہتے تھے۔ گو اردو اب میں اردو ناول کا آغاز نذیر احمد کے ناول **مراۃ العروس** سے حادثاتی طور پر ہوا پھر بھی بہت جلد اس کو مقبولیت حاصل ہوئی کیوں کہ اس سے پہلے داستان میں مافوق الفطرت عناصر ،طوالت مصنوعی بے فکری اس کے جزو لاینفک بن گئے تھے۔ بیسویں صدی کے معروف ترین حالات اور زندگی اس طوالت کی متحمل نہ تھی کہ یہ سب برداشت کرسکتی اس لیے داستانی دور خود بخود ختم ہو گیا۔فکشن کی تین صورتوں ،ناول، افسانہ اور ڈرامہ عوام میں مقبولیت پکڑتے گئے۔ ہر سال سائنس پر کئی زبانوں میں ناول اور افسانے لکھے جاتے ہیں اولیت انگریزی ادب کو حاصل ہے۔انگریزی کے علاوہ اس کے اثرات اردو ادب میں بھی نظر آتے ہیں کیوں کہ سائنس فکشن کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ایٹمی توانائی اس کے فوائد

نقصانات ،خلائی سفر، دوسرے سیاروں تک رسائی ،کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی وسیع و عریض دنیا ،خلائی مخلوق سے متعلقہ معلومات، حشرات الارض اور جانوروں کے متعلق معلومات ، دنیا کو تہ و بالا کرنے والے حادثات و واقعات اور ناقابل یقین سائنسی معلومات اور دریافتیں موجودہ دور کے لکھنے والوں کے پسندیدہ موضوعات ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس سائنسی رجحان کی طرف لکھنے والوں کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔

ویسے سائنس فکشن ہے کیا ؟اس کی ایک تعریف دیکھتے ہیں جو ڈکشنری آف لٹریری ٹرمز میں بیان کی گئی ہے:

"Science fiction, a popular modern branch of prose fiction that explores the probable consequences of some imporable or impossible transformation of the basic conditions of human (or intelligent non human) existence. This transformation need not be brought about by a technological invention, but may involve some mutation of known biological or physical reality, e-g time travel, extraterrestrail invasion, ecological catastrophe. Science fiction is a form of literary, fantasy or romantic that often draws upon earlier kinds of utopian and apocalyptic writing. The term itself was first gives general currency by Hugo gernsback, editor of the American magazine Amzing stories from 1926 onwords, and it is usually abbreviated to SF (The alternative form "Sci-Fi" is frowned upon by devotees); before this, such works were called, Scientific romances by H.G-Wells and others. Several early precedonts have been claimed for the genre-notably shelley's frnkenstein(1818) but true modern science fiction begins with tubes verne's voyage au centre de la Terre(1864) and H.G. Wells's the time machine (1895). once uniformly dismissed as pulp trash, SF gained greater respect during the 1950."(2)

اس طرح جاسوسی ناول بھی لکھے جاتے ہیں جو یقیناً کسی جاسوس کے لیےنہیں بل کہ عام قاری کے لیے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سائنسی ناول لکھے جاتے ہیں جو کہ عوام کے لیے ہوتے ہیں سائنس دانوں کے لیےنہیں

سائنسی ناول یقیناً لکھنے والے کی صلاحیتوں کا پتا دیتے ہیں اور اس کے گہرے مشاہدے کا پتا دیتے ہیں جو کہ عام قاری کے بس کی بات نہیں ہوتی یقیناً ایسے ناول لکھنے والے کی معلومات بہت زیادہ ہوتی ہیں۔اسی لیے تو وہ فکشن میں اتنی گہری معلومات فراہم کر دیتے ہیں۔بیسویں صدی میں سائنسی ناول کا فی منظّم اور ترتیب سے گتھے ہوئے پلاٹ میں نظر آتے ہیں۔اس صنف کو مقبولیت بیسویں صدی کے نصف آخر میں حاصل ہوئی۔ابتدا میں ایسے ناول اور افسانے قسط وار رسالوں میں چھپا کرتے تھے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔اور پھر یہ ناول قسط وار شائع ہونے کے علاوہ کتابی صورت میں بھی شائع ہونے لگے۔آج کل یہ روز افزوں ترقی کر رہے ہیں اور عوام کا بھی رجحان بہ نسبت دوسرے موضوعات کے اس طرف خاصا زیادہ بڑھ رہا ہے۔پہلے زمانے میں ایسے موضوعات ہوتے تھے جن میں معاشرے پر طنز یا کسی نہ کسی زیادتی اور ناانصافی پر تنقید،غربت و افلاس اور بے روزگاری کا رونا،جن کے لیے مصنّفین من گھڑت قصے گھڑلیا کرتے تھے لیکن دور حاضر کے ابتدائی سائنسی ناولوں میں ایسی ایجادات کا ذکر ملتا ہے جن کا مستقبل قریب میں منظر عام پر آنا ممکن ہے یا کافی حد تک ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں اور انھیں ایجادات کے گرد ساری کہانی کا تانا بانا بنا جاتا ہے۔مصنف انتہائی مہارت کے ساتھ کہانی ہی کہانی میں کسی بھی ایجاد کے متعلق ساری معلومات پہنچا دیتا ہے اور بوریت کا کہیں شائبہ تک نہیں ہوتا اس طرح سائنس فکشن کے درمیان توازن بھی قائم رہتا ہے۔جاسوسی اور سائنسی ناولوں کے شمار میں سب سے پہلے ظفرعمر کا ناول **نیلی چھتری** ملتا ہے۔اس ناول کو مصنف نے مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ابواب کی تعداد بیس ہے۔**نیلی چھتری** اس خزانے کا نام ہے جو صدیوں سے شاہانِ دہلی کے قبضہ میں ہے اور جسے کھولنے کا راز صرف شاہِ وقت کو آتا ہے۔بہادر شاہ ظفر کے بعد اس خزانے کے راز کو اس کے بڑے شہزادے تک پہنچانا ہوتا ہے لیکن اس کو بھی قتل کر دیا جاتا ہے۔ظفرعمر نے اس خزانے کے راز کو ایک متجسس انداز میں بیان کیا ہے۔بہرام اور مسعود حسن ناول کے اہم کردار ہیں جو اس راز کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔**نیلی چھتری** میں ایک ایسے ایروپلین کا ذِکر ہے جو دوسو سال فی گھنٹہ کی رفتار سے اُوپر جاتا ہے۔ظفرعمر نے ناول میں بتایا ہے کہ یہ کشش ماہ کی بدولت اُوپر جاتا ہے اور اس طرح ایک بٹن دبانے سے اس پر غلاف چڑھ جاتا ہے اور ایک بٹن دبانے سے غلاف اُتر جاتا ہے۔ظفرعمر لکھتے ہیں:

> ''اس میں شک نہیں کہ زمین کی کشش چاند کی کشش سے بہت زیادہ ہے لیکن اگر کسی ترکیب سے زمین کی کشش کو بے اثر کر دیا جائے تو کیا نتیجہ ہوگا۔تو اس وقت بے شک چاند کی کشش اپنا اثر کرے گی لیکن زمین کی کشش کو زائل کرنا، ناممکنات سے ہے۔ایسا نہیں ہوسکتا۔قانونِ قدرت بدل نہیں سکتا ہر ایک وزنی شئے مرکزِ ثقل کی طرف کھنچنے لگی۔''(۳)

ایروپلین کی بناوٹ ساخت، کام کرنے کا طریقۂ کار، کشش ماہ کا تذکرہ سائنس فکشن ہے۔اس کے علاوہ ظفرعمر کی ایک اور کہانی **چوروں کا کلب** ہے جس میں انھوں نے انسانی جذبات کو ماپنے کا آلہ کے متعلق بتایا ہے جس طرح بجلی روشنی کی پیمائش کے لیے آلات ایجاد ہو چکے ہیں۔اسی طرح پریم میٹر ایک ایسا آلہ ہے جسے کہانی کا کردار

پروفیسر عقیل ایجاد کرتا ہے۔ سائنس کی روزافزوں ترقی سے اب یہ ممکن ہو چکا ہے کہ کوئی بھی چیز ایسی ایجاد ہو سکتی ہے جو ناممکنات میں سے ہوتی تھی جیسے پرانے زمانے کا آدمی ٹی۔وی، انٹرنیٹ، وائرلس، کمپیوٹر کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اب سائنس کی بدولت یہ ممکنات میں سے ہے۔ اسی طرح اس ناول میں ایسے آلے کا تذکرہ مصنف نے کیا ہے جس کے ذریعے مجرموں کے گناہوں کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ اسے ''سائیکومیٹر'' کہتے ہیں اس پر ہاتھ رکھ کر پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ شخص کتنا سچ اور کتنا جھوٹ بول رہا ہے۔ ''چوروں کے کلب'' کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''مشہور بنگالی سائنس داں سر جے بوس کے انکشافات سے دُنیا کا بچہ بچہ واقف ہے۔ انھوں نے نباتات کی تحقیقات میں اپنی عمر کا بڑا حصہ صرف کیا ہے اور جو درخت اور پودے بے جان سمجھے جاتے تھے ان کی تحقیقات کے بموجب جاندار ثابت ہوئے انسان کی طرح ان میں بھی حس کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ بنگالی کے دوسرے سائنس دان اور فلسفی پروفیسر چکروتی نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے۔ جس کی مدد سے انسانی دِل اور دماغ کی تمام کیفیات، مثل روزِ روشن کے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس آلہ کا نام انگریزی میں 'سائیکو میٹر' ہے۔'' (۴)

سائنس فکشن کی ابتدائی کہانیوں میں سے یہ چند نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں عمران سیریز ملتی ہیں جن میں ابنِ صفی کا نام ملتا ہے، جنھوں نے فکشن میں سائنسی موضوعات کو بیان کیا اور یہ وہ دور ہے جب اُردو ادب میں رومانیت، افسانہ نگاری اور جہد پسندی پر زور تھا۔ ابنِ صفی کے متعلق عتیق اللہ لکھتے ہیں:

> ''ابنِ صفی نے اپنے ناولوں کی تکنیک مغربی جاسوسی ناولیوں سے مستعار لی تھی لیکن اپنی زبان، اسلوب اور جزئیات نگاری کی وجہ سے ابنِ صفی کے ناول اپنے میدان میں اب تک تقریباً بے مثال ہیں۔ ابنِ صفی کی زندگی ہی میں اور ان کے بعد بھی جاسوسی ناولوں کی جو کھیپ آئی وہ ابنِ صفی کی نقالی پر اکتفا کرتی ہے اور ان سے حد درجہ مرعوب اور متاثر ہے۔'' (۵)

ابنِ صفی نے ۱۹۵۵ء میں عمران سیریز لکھنا شروع کی۔ انھوں نے چھتیس (۳۶) **جاسوسی دُنیا** اور **۷۹ عمران سیریز ناول** لکھے۔ خالد جاوید اپنے مضمون ''ابنِ صفی: چند معروضات'' میں لکھتے ہیں:

> ''عابد رضا بیدار نے ابنِ صفی کے ناولوں کو اگر جدید دور کی طلسمِ ہوشربا کہا ہے تو غلط نہیں ہے۔'' (۶)

ابنِ صفی کے مشہور سائنسی ناولوں میں معزز کھوپڑی، بلدلان کی ملکہ، ایڈونچر اور مہم جوئی وغیرہ شامل ہیں۔ سائنس فکشن میں ابنِ صفی کے بعد مظہر کلیم ایم۔اے کا نام نمایاں ہے۔ انھوں نے ابنِ صفی کے بعد عمران سیریز لکھنا شروع کی۔ ان کے علاوہ بہت سارے لوگوں نے اس میدان میں کوشش کی لیکن مظہر کلیم سب سے زیادہ کامیاب ہوئے۔ انھوں نے بچوں کے ادب کے لیے بھی کہانیاں لکھی جن میں چلوسک ملوسک، چھن چھنگو، آنگلو بانگلو شامل ہیں۔ مظہر کلیم نے ۱۰۰ سے زائد کہانیاں لکھی جن میں زیادہ تر عمران سیریز ہیں۔ جن میں مشہور و معروف عمران کی موت،

لیڈیز سیکرٹ سروس، ڈبل لاک، بلیک ماسک، فورکارنر وغیرہ شامل ہیں۔ ان کا سائنس فکشن پر مبنی ناول **کیپٹل ایجنسی** ہے۔(Capital Agency)۔مظہرکلیم کے اس ناول میں سائنس دان ایک ایسا آلہ بناتے ہیں جو آرمی کے کسی بھی ہتھیار کو ناکارہ بنا سکتا ہے اور کسی بھی زندہ فرد کو کبھی بھی ذہنی طور پہ مفلوج کر سکتا ہے۔کیپٹل ایجنسی ایک ایسا ادارہ ہے جس کو یہ ہدف دیا جاتا ہے کہ وہ اس آلے کو ختم کر دیں۔مظہرکلیم کا دوسرا ناول **زیرو بلاسٹ** ہے جس کا موضوع بھی کچھ اسی سے ملتا جلتا ہے۔عمران سیریز کا یہ سائنس فکشن، ایکشن اور جوش وخروش سے بھرپور ناول ہے۔اس ناول میں تمام مسلمان ممالک تر کیا کے ایک شہر میں ایک خفیہ لیبارٹری بناتے ہیں جس میں ایک ایسا آلہ تیار کیا گیا ہے جو کسی بھی بم کو ناکارہ کر کے تباہ کر سکتا ہے اور دُشمن کے حملہ آور ہونے کے تمام ذرائع کا بھی سراغ لگا سکتا ہے۔مظہرکلیم کے زیادہ تر ناول سائنسی ہیں جن میں کسی نہ کسی حوالہ سے کوئی نہ کوئی سائنسی ایجاد کے متعلق بتایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ سائنسی ناول میں محی الدین نواب کا ناول **دیوتا** ملتا ہے۔ یہ ناول سسپنس ڈائجسٹ میں ۳۳ سال شائع ہوتا رہا۔ **دیوتا** ناول ۴۹ جلدوں میں شائع ہوا۔اس ناول میں مصنف نے ٹیلی پیتھی علم کے متعلق بتایا ہے۔ ٹیلی پیتھی ایک ایسا علم ہے جس میں آواز کی لہروں کے ذریعے ایک انسان دوسرے انسان کے ذہن میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسی سائنسی رجحان کے نمائندہ کئی اور ناول اُردو ادب میں شامل ہے جن میں محمد خالد اختر کا ناول **چاکیوڑہ میں وصال**، کرشن چندر کا **ایک وائلن سمندر کے کنارے**، **ایک گدھے کی سرگزشت**، ایس ایم جمیل واسطی کا **پنگل کا جزیرہ** حجاب امتیاز علی تاج کا **پاگل خانہ** جس میں ایٹمی بم کی تباہ کاریوں پر ممکنہ حد تک روشنی ڈالی گئی ہے۔اس لیے اس کا موضوع آج بھی زندہ ہے۔ایس۔ایم جمیل واسطی کا ناول **پنگل کا جزیرہ** جس میں انھوں نے اسلامی نظام کی بالادستی کو سائنسی حقائق کی روشنی میں بیان کیا ہے اور اس غیراسلامی وظالمانہ نظام کی شکست دکھائی ہے جو انسانوں کو غلاموں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کرتا ہے۔ بانو قدسیہ کا ناول **موم کی گلیاں** سائنسی معلومات سے بھرپور ناول ہے۔ جس میں مصنفہ نے (Zology) علم الحیوانات کے تحت شہد کی مکھیوں کی افزائش کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ جدید دور میں وحید احمد کا ناول **زینو** جدید ترین سائنسی معلومات Croynoics کے متعلق قاری کو آگاہی دیتا ہے۔ اس کے بعد مرزا اطہر بیگ کے ناول **صفر سے ایک تک** میں کمپیوٹر جیسے موضوع کو انھوں نے بیان کیا ہے۔ حال ہی میں منزّہ سلیم کا ناول **ادھوری عورت** شائع ہوا جس میں مصنفہ نے کینسر جیسے مرض میں مبتلا ایک خاتون کو جن خاندانی اور معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اُن کی بہت خوب صورت عکاسی کی ہے۔ ایک خیال جو اردو ادب کے متعلق اب تک پایا جاتا تھا کہ اس میں صرف وصلِ یار، زلف و رات کی کہانی، نظارہ جمال اور شوق وصال کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں، سراسر غلط تصور ہے کیوں کہ اردو میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ حسن وعشق کو بھی انتہائی خوب صورتی کے ساتھ حسین پیرایے میں بیان کر سکتی ہے اور فلسفہ وتصوف کی نازک گتھیوں اور مسائل کو بھی انتہائی جانفشانی سے بیان کر سکتی ہے اور سائنسی موضوعات کی بھی خوب عکاسی کر سکتی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ انوارحسین صدیقی (مترجم)، **سائنس رحمت یا زحمت**، کراچی: ہمدرد فاؤنڈیشن، ۱۹۸۵ء، ص ۳۱

2. Chris baldick, ***Oxford Concise Dictionary of Literary Terms***, New York: Oxford University Press 2001, 2004, P:96-97

۳۔ ظفرعمر، **نیلی چھتری**، لاہور: مکتبہ میری لائبریری، ت۔ن، ص ۱۸۹۔۱۹۰

۴۔ ظفرعمر، **چوروں کا کلب**، لاہور: مکتبہ میری لائبریری، ت۔ن، ص ۶۱۵

۵۔ عتیق اللہ، پاپولر کلچر اور ادب، مشمولہ: **اُردو ادب میں پاپولر لٹریچر، روایت اور اہمیت**، ارتضیٰ کریم، اظہارعثمانی، (مرتبین)، دہلی: دہلی یونیورسٹی اُردو اکادمی، ۲۰۰۷ء، ص ۴۵

۶۔ خالد جاوید، ابنِ صفی، چند معروضات، مشمولہ :**پاپولر لٹریچر روایت اور اہمیت**، ارتضیٰ کریم، اظہارعثمانی (مرتبین)، دہلی: اُردو اکادمی، ۲۰۰۷ء، ص ۹۴

◁▷